نبی کریم ﷺ کے ساتھ مخاطبت اور گفتگو کے آداب!

اور سورۂ حجرات میں علمی وتفسیری نکات

مولانا فخرالاسلام المدنی
استاذِ جامعہ

قَالَ تَعَالٰی:

''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ أٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَيِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوْا اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ .''

● جس کا تعلق تقدیم سے ہے، اللہ جل شانہٗ بھی اُسے مقدم لے کر آئے: ''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ أٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَيِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ .''

● ابتدائی آیات میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ادب کی رعایت کرنے کا حکم ہے۔ مسجدِ نبوی میں اس ادب کی بجاآوری ضروری ہے۔ نیز اس بات کا بھی خیال کرنا ضروری ہے کہ اپنی رائے کو قرآن وسنت پر مقدم نہ کرے [۱]، جیسا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ: پیش آمدہ مسائل کا حل کیسے دریافت کروگے؟ تو انہوں نے اجتہاد بالرائے کو قرآن وحدیث سے مؤخر کیا۔[۲] حتیٰ کہ علماء کرام نے روضۂ اقدس (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر بلند آواز سے سلام عرض کرنے کو بھی مکروہ لکھا ہے۔[۳]

● پہلی آیت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بیان ہوئیں: ''سَمِیْعٌ'' اور ''عَلِیْمٌ'' جو سورت کے مضمونِ جملہ سے حد درجہ مناسبت رکھتی ہیں، بایں طور کہ اللہ تعالیٰ علیم ہے، لہٰذا اپنی آواز کو بلند مت کرو، بلکہ پست رکھو، اللہ تعالیٰ علیم ہے، لہٰذا کوئی شخص کسی دوسرے پر ہنسی نہ کرے، اور اللہ تعالیٰ سمیع ہے، لہٰذا ''وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا'' کوئی شخص کسی کی پیٹھ پیچھے غیبت نہ کرے۔

اسی طرح لوگوں میں سے کون مفسد اور کون مصلح ہے؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، لہٰذا ''فَأَصْلِحُوْا بَیْنَھُمَا بِالْعَدْلِ'' اور برا گمان کرنے والوں کے گمان پر بھی اللہ تعالیٰ مطلع ہے، لہٰذا

''اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ'' اس لیے کہ وہ صفتِ علم سے متصف ہے۔

● **وعید:** ''لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ''

اور وعدہ: ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ''۔(۴)

وعید: ''إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ.''

اور وعدہ: ''وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ .''

● وعید کو مقدم کیا، چونکہ دفعِ مضرت' جلبِ منفعت پر مقدم ہے، اسی بنیاد پر اگلی آیت میں مغفرت کو اجرِ عظیم پر مقدم کیا ہے: ''التخلّي ثم التحلّي''

● آیت: ''لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ'' میں آواز بلند کرنے سے منع کیا اور ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' میں پست آواز کی ترغیب دی گئی، اس میں معنی ومفہوم اگرچہ متحد ہے، مگر اسلوبِ کلام مختلف ہے کہ مثبت اور منفی دونوں طریقہ سے بات سمجھا کر اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا، اور اس میں ایک فقہی قاعدے کی طرف اشارہ ہوگیا کہ ترکِ حرام ومکروہ پر انسان ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

● سورت میں جو آیاتِ مبارکہ رجاء وامید سے وابستہ ہیں، مثلاً: ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ''(۵) یہ وہ تحبیب ہے جس کی طرف ''حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ.'' میں اشارہ کیا گیا۔

اور جن آیات میں نہی اور وعید آئی ہے، جیسے: ''أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ''، ''لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ''، ''وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا'' یہ وہ تکریہ ہے جس کی طرف ''وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ'' میں اشارہ کیا گیا، گویا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک پسند وناپسند کا معیار اللہ کا امر اور نہی ہے، لہٰذا تحبیب اور تکریہ' تشریعی اور تکوینی دونوں ہوسکتی ہیں۔

● بظاہر دوسری آیت میں ''لَا تَرْفَعُوْا'' اور ''لَا تَجْهَرُوْا'' دونوں مترادف المعنی معلوم ہوتے ہیں، چونکہ نہی عن رفع الصوت اور نہی عن الجہر برابر ہیں، البتہ نظر وفکر کے بعد یہ بات سامنے آئی ہے کہ پہلی آیت خاص ہے، جب کہ آنحضرت ﷺ گفتگو فرما رہے ہوں، اور دوسری آیت عام اور

مطلق ہے، خواہ حضور ﷺ سکوت فرمائے ہوئے ہوں، خواہ کلام کی ابتداء ہو یا وسطِ کلام ہو۔ (۶)

- واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو ان کے نام سے مخاطب کیا، مثلاً: ''یَازَکَرِیَّا''، ''یَا یَحْیٰی''، ''یَا عِیْسٰی''، ''یَا مُوْسٰی''، لیکن اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کبھی نام سے مخاطب نہیں کیا، بلکہ آنحضرت ﷺ کے القاب: ''نبی''، ''رسول''، ''مزمل''، ''مدثر'' وغیرہ سے خطاب فرمایا، جس سے آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ مقام ومرتبہ کے ساتھ اُمت کے لیے رہنمائی بھی ہے۔

- اوامر ونواہی کے ساتھ ساتھ ان کی دلیل وعلت کی نشاندہی بھی کی گئی ہے، مثلاً: ''لَاتَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ'' کی علت'' أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ'' ذکر فرمائی، (۷)

آیت: ''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا'' کو ''أَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ'' سے معلل کیا۔ (۸)

آیت: ''فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا'' کی وجہ ''إِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ'' بیان فرمائی: ''لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ'' کی علت ''عَسٰی أَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ'' بیان فرمائی۔ (۹)

اسی طرح ''اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ'' حکم/امر کی آگے خود علت بیان کی: ''إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ''۔ (۱۰)

اس طرح کے اسلوب میں ایک دقیق اشارہ بھی ہے کہ داعی کو اپنی گفتگو میں اس اسلوبِ خاص کا اہتمام کرنا چاہیے۔

- آیت: ''لَا تَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ'' میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہم کلامی اور گفتگو کا طریقہ وسلیقہ سکھلایا گیا ہے، یہ ادب الحوار ہے، اور آیت ''مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ'' میں آپ ﷺ کے ساتھ پڑوس میں رہنے کے آداب بیان کیے، یہ ادب الجوار ہے۔

- عقلِ سلیم قرآن وحدیث کے عین موافق ہے۔ انسانی عقل بھی خلافِ ادب امور سے مانع ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ''إِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ.''

- ''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا'' سے اشارہ ملتا ہے کہ میڈیا کے حوالے سے انسان کو ہمہ تن بیدار مغزی وہوشیاری سے کام لینا چاہیے (۱۱)، اور ان کی توثیق وتصدیق میں احتیاط برتنی چاہیے، کیونکہ ذرائع ابلاغ جھوٹ، شر وفساد کی نشریات کو معاشرے میں اتنا عام کر چکے ہیں کہ الامان والحفیظ، جہاں پر تجارتی یا سیاسی فوائد یا پھر اسلام دشمنی کی بنا پر اسلام، مسلمان، اور علماء

کے خلاف زبان درازی عام ہے، میڈیا جب چاہے معمولی چیز کو بڑھا چڑھا کر پیش کرے، اور جب چاہے بڑی سے بڑی چیز سے صرفِ نظر کرکے اس کو معمولی بنادے۔ (۱۲)

● اللہ جل شانہٗ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پسند ناپسند کا خیال فرماتا ہے، جیسا کہ سورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے متعلق اوامر ونواہی سے معلوم ہوتا ہے۔

● حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی متواضع ہونا اور صبر واستقامت سے کام لینا ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حق میں بھی خاموش رہے تو اللہ جل شانہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت و کمال بیان کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا۔

● ''أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ'' سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان غلط فہمی میں کسی کو تکلیف دے سکتا ہے، البتہ جان بوجھ کر نہیں۔ نیز یہ کہ وہ اپنی غلطی پر نادم ہوتا ہے، اور جلد بازی پشیمانی کا سبب ہے۔ نیز اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ گواہ کے لیے عادل ہونا شرط ہے اور فاسق کی گواہی قبول نہیں۔

● صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اعمال کی حفاظت کے حریص تھے، مال ودولت کے مشتاق نہیں تھے، اسی لیے اُن کو حبطِ اعمال سے ڈرایا گیا: ''أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ.''

● ''وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ'' آیاتِ قرآنی سے دعا کا استنباط، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِيْ قُلُوْبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ.'' (۱۳)

● مذکورہ بالا آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، نیز ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' سے عمومی طور پر صحابہؓ اور خاص طور پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے نزولِ آیات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخاطب کے موقع پر اپنی آوازیں نہایت پست رکھیں۔

● قرآن مجید میں اکثر ''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' سے خطاب کرکے تعمیلِ حکم یا اجتناب کا حکم دیا گیا ہے، مطلب یہ کہ اس خطاب میں جو نصیحت ہے اس کا تقاضا ایمان کررہا ہے، اس لیے فرمایا: ''بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ'' اس کی مثال حدیث میں ہے کہ: ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ''، یہ امر کی مثال ہے اور نہی کی مثال: ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ'' ہے۔

● جملہ انشائیہ کی ''ابتدا''، ''ندا'' اور ''تنبیہ'' سے ہے، جیسے: ''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ أٰمَنُوْا''،(۱۴) اور جملہ خبریہ کی ابتدا تاکید سے آئی ہے، جیسے: ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ''، ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ'' وغیرہ۔

● ''فَقَاتِلُوْا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ'' اس آیت میں اصلاح کی غرض سے قتال کا حکم فرمایا (اگر چہ معمولی تادیبی لڑائی مراد ہے) تاہم اس سے معلوم ہوا کہ جہاد کا بنیادی مقصد بھی اصلاح ہے، اِفساد فی الارض نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔

● پہلے مؤمنین کو بدگمانی سے اجتناب کا حکم دیا، پھر فرمایا: ''إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ'' اس لیے کہ بسا اوقات وہ گمان سچا ہوتا ہے، لہٰذا ہمیشہ حسنِ ظن رکھتے ہوئے انسان کو غافل نہیں رہنا چاہیے، اسی کی طرف حدیث شریف میں اشارہ ہے: ''لَايُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَيْنِ.''

تفسیر القرآن بالقرآن

● ''إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ'' اسی مفہوم سے متعلق سورۂ براءۃ میں آیت ہے: ''اَلْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ.''

اس سورت میں فرمایا: ''لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ'' اور دوسری جگہ فرمایا: ''لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا''۔(۱۵)

● ''وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ.'' دوسری جگہ ذکر ہے: ''وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا.'' اور ''وَ عَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ.''

● ''قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰكُمْ لِلْإِيْمَانِ'' اس کا مرکزی مضمون یہ آیت ہے: ''إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ.''

● ''لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ'' اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری ہر دل چاہی بات کی اطاعت کرنے لگ جائیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ اسی بات کو اللہ جل شانہٗ نے دوسرے اسلوب سے یوں بیان کیا کہ: ''وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ''۔(۱۶)

قرآنی آیات کی تشریح حدیث سے

● ''فَقَاتِلُوْا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ'' اس کے متعلق حدیث میں ہے کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں اپنے بھائی کی مدد کرتا ہوں، جب کہ وہ مظلوم ہو، ذرا بتلایئے کہ جب میرا بھائی ظالم ہو تو اس کی بھلا کیسے مدد کروں؟ تو فرمایا کہ: اسے اس ظلم سے روک کر، یہی اس کی مدد ہے۔ (۱۷)

● ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ'' حدیث میں ہے کہ: ''إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلَاتَحَسَّسُوْا، وَلَاتَجَسَّسُوْا، وَلَاتَنَاجَشُوْا، وَلَاتَحَاسَدُوْا، وَلَاتَبَاغَضُوْا، وَلَاتَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.'' (۱۸)

● ''وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا''، غیبت کی تشریح یا تعریف حدیث میں یوں وارد ہوئی ہے کہ: ''أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ تَذْكُرَ أَخَاكَ بِمَا فِيْهِ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا ذَكَرْتُ؟ قَالَ: إِنْ ذَكَرْتَ مَا فِيْهِ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَاذَكَرْتَ فَقَدْ بَهَتَّهٗ.''

● ''قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا أَسْلَمْنَا'' حدیث میں ہے کہ: ''بے شک اللہ جل شانہ تمہاری صورتوں اور اموال و دولت کی طرف التفات نہیں کرتا، بلکہ وہ تمہارے دل اور اعمال کو دیکھتا ہے۔'' (۱۹)

● ''وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ''، ''وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ'' ماقبل میں مذکور تمام معاصی کا تعلق حقوق العباد سے ہے، جن میں توبہ کی قبولیت کے لیے چوتھی شرط کا تحقق بھی ضروری ہے اور وہ ہے تحلُّل یا تحالُل۔ حدیث میں ہے: ''مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلَمَةٌ مِنْ أَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ أَوْ مَالِهٖ فَلْيَتَحَلَّلْهُ الْيَوْمَ.''

● ''يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ أُنْثٰى''، حدیث میں ہے کہ: ''إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَأَبَاكُمْ وَاحِدٌ وَلَافَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى أَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا أَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ وَلَاأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى.'' (۲۰)

● تفسیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی اہمیت بھی اپنی جگہ ہے: ''وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ'' کے ذیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور قول آپس کی اُخوت اور محبت کے لیے بہترین رہنمائی ہے، فرمایا: ''ثَلَاثَةٌ تَجْلِبُ الْمَوَدَّةَ فِيْ قَلْبِ أَخِيْكَ، أَنْ تَبْدَئَهٗ بِالسَّلَامِ، وَأَنْ تُوْسِعَ لَهٗ فِي الْمَجْلِسِ، وَأَنْ تُنَادِيَهٗ بِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْهِ.'' ورنہ کسی کو برے القاب سے پکارا جائے تو دشمنی پیدا ہوتی ہے۔

● ''لَا تُقَدِّمُوْا'' عام ہے، ''لَا تَرْفَعُوْٓا'' اور ''لَا تَجْهَرُوْا'' اس سے خاص ہے۔ نبی عام

ہے، رسول خاص ہے، ''یَاَیُّھَا النَّاسُ'' کے ذریعے خطاب عام ہے، ''یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' کے ذریعے خطاب خاص ہے، اسی طرح ''شُعُوْبًا'' عام اور قبیلہ خاص، اسلام عام اور ایمان خاص، نعمت عام اور فضل خاص، معصیت وفسق عام ہے اور کفر خاص ہے۔ (۲۱)

• بلیغ انداز میں بیان کردہ اضداد

• علم وجہالت، طاعت ومعصیت، اسلام وکفر، حرب وصلح، جہر وخفض، ظلم وعدل، ذکر واُنثیٰ ۔

• توبہ کی اہمیت بذریعہ دعوت وترغیب: ''وَاتَّقُوا اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ''، ''وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَأُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ.'' اس لیے کہ صرف ترہیب اور وعید مایوسی کا سبب بنتی ہے۔ (۲۲)

• چونکہ آیت: ''قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا '' میں جب اَعراب کے ایمان کی نفی کی گئی تو ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا کہ پھر مومن صادق کون ہے؟ تو ارشاد فرمایا گیا: ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ'' مؤمن وہ ہے جو ایمان لائے اور ایمان کی دلیل یہ ہے کہ ''لَمْ یَرْتَابُوْا'' شک نہ کرے اور شک نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ''جَاھَدُوْا بِأَمْوَالِھِمْ وَأَنْفُسِھِمْ فِيْ سَبِیْلِ اللّٰہِ'' کیونکہ منافق اور شاک آدمی جہاد اور انفاق فی سبیل اللہ سے کتراتا ہے۔

• ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَۃٌ'' آیت میں مذکور چاروں الفاظ یعنی ایمان، اُخوت، اصلاح، اور تقویٰ آپس میں کمال درجے کی مناسبت رکھتے ہیں، اس طرح کہ ایمان اُخوت کا داعی ہے، اُخوت اصلاح کا تقاضا کرتی ہے، اصلاح تقویٰ کی متقاضی ہے، اور یہ سب رحمتِ الٰہی کا ذریعہ ہیں۔

• پھر اس آیت کے بعد متصل اگلی آیاتِ مبارکہ میں وہ عاداتِ شنیعہ ذکر کیں جو بالکلیہ ان چاروں کے منافی ہیں، چنانچہ ''سُخْرِیَّۃ، تَنَابُز، لَمْز، سُوْءُ الظَّن، تجسُّس، غیبۃ'' یہ چیزیں جس طرح اُخوت واصلاح کے منافی ہیں، اسی طرح ایمان اور تقویٰ کے بھی منافی ہیں۔

ثلاثیات

اس سورت میں غور وخوض کرنے سے الحمد للہ! پچاس کے قریب ثلاثیات سامنے آئیں، یعنی وہ کلمات جو سورت میں لفظی یا معنوی طور پر تین بار مکرر آئے ہیں۔

واضح رہے کہ تین کا عدد طاق ہونے کے ساتھ ساتھ شریعتِ مطہرہ میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دعا، ذکر واذکار، نماز کی تسبیحات، اور رقیہ وغیرہ کئی مواقع پر اس عدد کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ قرآن

مجید میں کئی مواقع پر استنباط کا یہ عمل ممکن ہے، جس سے ایک طرف قرآن کے اعجازِ عددی کا ایک پہلو سامنے آتا ہے، تو دوسری طرف کسی بھی سورت یا آیت کے مضمون کا ایک لطیف انداز سے احاطہ ممکن ہوتا ہے، جس سے مضمون کا خلاصہ آسانی سے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔

آیات میں موجود کلمات یا جملوں کے تعدد وتکرار کی بنیاد پر اُن کے درمیان تقابل اور مقارنت کی صورت میں نکات اور فوائد سامنے آتے ہیں، نیز طلبہ اور مدرسین کے لیے نصوص میں غور وفکر اور طریقۂ تشریح کے حوالے سے کچھ رہنمائی بھی حاصل ہو جاتی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ!

①:- سورۃ الحجرات کا ماقبل والی سورۃ القتال اور سورۃ الفتح سے ربط یہ ہے کہ: سورۃ القتال میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو جہاد کا حکم دیا، نیز اپنی مدد ونصرت کا وعدہ فرمایا: ''إِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ'' اس کا لازمی نتیجہ فتح ونصرت تھا، جس کا وعدہ سورۃ الفتح میں یوں فرمایا: ''إِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا'' اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح وکامیابی سے نوازا اور شان وشوکت اورقوت سے سرفراز کیا، جیسا کہ فرمایا: ''کَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ'' ان سب کے بعد مسلمانوں کو ایک ایسی سوسائٹی واسلامی معاشرے کی ضرورت درپیش ہوئی جو اُخوت اور بھائی چارگی کی مضبوط بنیادوں پر استوار ہو، جس میں ہر شخص کے حقوق کی رعایت ہو، جہاں ہر شخص کی جان و مال اور عزت وآبرو کا تحفظ ہو، نیز اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نشست وبرخواست، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طرزِ تخاطب اور حوار وجوار کے آداب کا لحاظ رکھا جائے، مذکورہ سورت میں انہی اصول وقواعد کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ مذکورہ تینوں سورتوں کی ترتیب اللہ تعالیٰ کے فرمان ''إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِيْ دِیْنِ اللّٰہِ أَفْوَاجًا'' کی طرح ہے۔

②:- واضح رہے کہ قرآن کے مضامین تین ہیں: ۱:- توحید، ۲:- رسالت، ۳:- قیامت۔ اس سورت میں تینوں کا بیان ہے، پہلے دونوں واضح ہیں، البتہ تیسرا وعدوعید ''لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّأَجْرٌ عَظِیْمٌ'' سے ثابت ہے۔

آیت: ''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَيِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ إِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.'' میں سات ثلاثیات ہیں:

③:- ''اٰمَنُوْا'': ''إیمان'' کا مادہ تین صیغوں کے ساتھ آیا ہے: الف: فعل جیسے: ''اٰمَنُوْا''۔ ب: مصدر جیسے: ''الإیمان''۔ ج: اسم مشتق، اسم فاعل جیسے: ''المؤمنون''

④:- کلمۂ اسلام بھی تین مرتبہ وارد ہوا ہے: ۱:- ''وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا أَسْلَمْنَا'' ۲:- یَمُنُّوْنَ

عَـلَیْکَ أَنْ أَسْلَمُوْا''،۳:-'' قُـلْ لَّا تَـمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَکُمْ ''مطلق ایمان یعنی''آمن'' کا مادہ مجموعی طور پر پندرہ دفعہ آیا ہے، تین کو پانچ سے ضرب دیں تو پندرہ ہی بنتا ہے، گویا کہ یہاں بھی تین کا عدد ملحوظ ہے، اس طرح اسلام کے مقابلے میں یہاں ایمان کا تکرار لفظاً بھی زیادہ ہوا اور معنوی لحاظ سے بھی ایمان اسلام سے اوپر درجہ کا تقاضا کرتا ہے۔

البتہ مصدر''الإیــمـان'' چار دفعہ تکرار سے آیا ہے:۱:- نعمت کے طور پر:''حَبَّـبَ اِلَـیْـکُمُ الْاِیْمَانَ''...''فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً''،۲:-تقاضے کے طور پر:''بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ''، ۳:-ابطالِ دعویٰ کے طور پر:''وَلَـمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ''۴:-احسان کے طور پر:''بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰكُمْ لِلْإِيْمَانِ ''

⑤:-''لَا تُـقَـدِّمُوْا'': پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام سے متعلق نہی کے صیغہ کے ساتھ تین کلمات آئے ہیں:۱:-''لَا تُقَدِّمُوْا''،۲:-''لَا تَرْفَعُوْآ''،۳:-''لَا تَجْهَرُوْا''

⑥:- پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا نام نامی تین دفعہ مذکور ہے: ''یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ''

⑦:-''بَيْـنَ يَـدَيِ اللّٰـهِ'': پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا لقبِ رسالت لفظ''رَسُوْلِهٖ'' اسم جلالہ پر عطف کے ساتھ تین جگہوں پر آیا ہے:۱:-''لَاتُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ''،۲:-''وَإِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا''،۳:-''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ''

⑧:- ان آیات سے ایک ثلاثی فائدہ سامنے آیا، اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان اطاعتِ باری تعالیٰ اور اطاعتِ رسول کا تقاضا کرتا ہے، اور اطاعت' عدمِ تقدم یعنی احترام کا تقاضا کرتی ہے۔ اس میں تینوں جملوں کا آپس میں ربط آ گیا۔

⑨:- پوری سورت میں صفتِ علم تین طرح سے آیا ہے:۱:-متاخر:''سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ''،۲:-متقدم: ''عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ''،۳:-منفرد:''بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ''

⑩:-''وَاتَّـقُـوْا اللّٰـهَ'': یہ جملہ بھی سورت میں تین مرتبہ وارد ہوا ہے، کیونکہ گناہوں سے بچنے اور فرمانبرداری کا مدار تقویٰ ہی پر ہے، عربوں کا مقولہ ہے:''اتَّـقِ اللّٰـهَ اِفْعَلْ كَذَا ، وَلَا تَفْعَلْ كَذَا '' اور چونکہ سورت میں جگہ جگہ معصیت سے رکنے کا حکم ہے، اسی لیے تقویٰ کا حکم بھی سورت کے اول، درمیان، اور آخر میں مکرر آیا ہے:۱:-سورت کے شروع میں:''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰـهِ وَرَسُـوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ''۲:-سورت کے درمیان میں:''وَاتَّـقُـوْا الـلّٰـهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ''، اور

۳:-نواہی کے آخر میں: ’’أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ‘‘

⑪:- چونکہ تقویٰ کا محل ’’قـلـب‘‘ ہے، اس کے مدِمقابل ’’قُـلُـوْب‘‘ کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے:
۱:-’’أُولٰٓئِکَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى‘‘،۲:-’’وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ‘‘،۳:-’’وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ‘‘

⑫:-’’إِنَّـمَا الْـمُـؤْمِـنُـوْنَ إِخْـوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ‘‘ آیت مذکورہ کے چار کلمات:
۱:-’’الْـمُـؤْمِنُوْنَ‘‘، ۲:-’’إِخْوَةٌ‘‘،۳:-’’أَصْلِحُوْا‘‘،۴:-’’اتَّـقُوْا اللّٰهَ‘‘ پوری سورت میں تین تین بار مکرر آئے ہیں۔

⑬:-’’الْـمُـؤْمِنُوْنَ‘‘:۱:-’’وَإِنْ طَآئِـفَتٰنِ مِـنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا‘‘،۲:-’’إِنَّـمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ‘‘،۳:-’’إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.‘‘

⑭:-مادہ ’’إخوة‘‘ دو مرتبہ اسی آیت ’’إِنَّـمَا الْـمُـؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ‘‘ میں اور تیسری دفعہ ’’أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ.‘‘

⑮:-’’بَيْـنَ أَخَـوَيْـكُـمْ‘‘ میں تین قراءتیں منقول ہیں:۱:-ایک یہی جمہور کی مشہور قراءت ’’أَخَـوَيْـكُمْ‘‘ ہے۔۲:-ابنِ مسعودؓ اور حسنؒ کی قراءت ’’إِخْـوَانِـكُمْ‘‘ اور ۳:-ابن سیرینؒ کی قراءت: ’’إِخْوَتِكُمْ‘‘۔(۲۳)

⑯:-پھر لفظ ’’أخ‘‘ کو تینوں صیغوں یعنی ۱:-مفرد،۲:-تثنیہ،۳:-جمع کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے:
’’أخ‘‘، ’’إخوة‘‘، ’’أخويكم‘‘.

فائدہ:..... گویا کہ صرف لفظ ’’أخ‘‘ سے متعلق ثلاثیات تین ہوگئیں۔

⑰:-’’فَـأَصْلِحُوْا‘‘،۱:-’’وَإِنْ طَآئِـفَتٰنِ مِـنَ الْـمُـؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا‘‘....
۲:-’’فَإِنْ فَآئَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ‘‘....اور۳:-’’فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ‘‘.
اور ’’اتَّقُوْا‘‘ ماقبل میں گزر چکا ہے۔

⑱:-’’ظاہر ہے کہ رحمت‘ اللہ ہی کی طرف سے ہوگی، اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ’’رَحِيْمٌ‘‘ تین مرتبہ سورت میں آیا ہے۔

⑲:-آیت: ’’لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ‘‘، ’’وَلَا تَـلْمِزُوْٓا أَنْـفُسَـكُـمْ وَلَا تَـنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ‘‘ میں تین بری خصلتوں سے رُکنے کا بیان ہے۔ واضح رہے کہ تینوں

جہری ہیں، آمنے سامنے ہوتے ہیں۔

⑳:- اور اس کے مابعد والی آیت میں بقیہ تین بری عادات (یعنی سوء ظن، تجسس، اور غیبت) سے اجتناب کا حکم ہے۔ واضح رہے کہ یہ تینوں سری (پیٹھ پیچھے) ہیں۔

㉑:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سورت میں تین طریقوں سے کیا گیا، خطاب کے صیغے سے ۱:- ''إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ ''، ۲:- غائب کے صیغے سے: ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ'' ۳:- صیغۂ متکلم سے: ''قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ''

㉒:- سورت میں اَعراب کی تین ایسی عادات کا تذکرہ ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے، جو درج ذیل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام سے پکارنا: ''إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ''، ایمان کا دعویٰ کرنا: ''قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان جتلانا: ''قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ''

㉓:- اس سورت کے باریک اور لطیف نکات میں سے ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ جس طرح لفظِ فسق کا مادہ تین مرتبہ مکرر آیا، تو اس کے مقابلہ میں اللہ کی صفتِ رحمت کا تین مرتبہ ذکر ہوا، دو بار صفتِ مغفرت کے ساتھ، اور ایک بار صفتِ توبہ کے ساتھ، جو کہ اس طرح ہے: ''إِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوْٓا''، ''وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ''، ''بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْإِيْمَانِ''، ''وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ''، ''إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ''، ''إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ''

㉔:- اسی طرح مغفرت کا مادہ بھی تین مرتبہ آیا ہے ۱:- ''لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيْمٌ''، ۲:- ''وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ''، ۳:- ''إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' نیز ''رَحِيْمٌ'' کا لفظ بھی تین مرتبہ آیا ہے، جیسا کہ ذکر ہو چکا۔

㉕:- لفظِ صوت کا مادہ تین بار استعمال ہوا ہے: ''لَا تَرْفَعُوْٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ''، ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ''.

㉖:- پوری سورت میں کلمۂ خیر تین بار وارد ہوا ہے: ۱:- ''وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ''، ۲:- ''عَسٰٓى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ''، ۳:- ''عَسٰٓى أَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ''.

فائدہ:..... ''وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ''، ''وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ'' اس آیت میں تین ثلاثیات ہیں:

㉗:- ۱:- تحبیب: ''حَبَّبَ'' ۲:- تزیین: ''زَيَّنَ'' اور ۳:- تکریہ: ''كَرَّهَ''

㉘:- تین چیزوں کو اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں مکروہ بنا دیا: ۱:- کفر، ۲:- فسوق اور

۳:-عصیان۔

㉙:-آیت میں تین انتقالات ہیں: اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف: ۱:-کفر، ۲:-فسوق اور ۳:-عصیان۔ (۲۴) خاص سے عام کی طرف: کفر خاص، معصیت عام ہے۔ (۲۵) اور مخاطب سے غائب کی طرف انتقال ہے، پہلے ''إِلَيْكُمُ'' اور آخر میں ''أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ'' فرمایا۔

㉚:-ابتدائی تین آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوقِ احترام اور ادب سے متعلق ہیں۔

㉛:-سورت میں تین آیات مؤمنین سے متعلق ہیں: ۱:-''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ''، ۲:-''يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ''، ۳:-''يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ''

㉜:-تین آیات اَعراب کے احوال اور ان کی تأدیب وتربیت سے متعلق ہیں: ۱:-''قَالَتِ الْأَعْرَابُ اٰمَنَّا''، ۲:-''قُلْ أَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ''، ۳:-''يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوْا''

㉝:-مؤمنین کو خطاب کرنے میں یعنی ''يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا'' کے بعد تین جگہوں پر صیغۂ نہی وارد ہوا ہے: ۱:-''لَا تُقَدِّمُوْا''، ۲:-''لَا تَرْفَعُوْا''، ۳:-''لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ'' جس طرح دو جگہوں پر امر کا صیغہ آیا ہے، کل پانچ مرتبہ سورت میں یہ خطاب آیا ہے۔

㉞:-صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے تین اوصاف ''أُولٰئِكَ'' کے ذریعہ سے ۱:-''أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى'' جو بمنزلہ ''أُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ'' ہے، پھر فرمایا: ۲:-''أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ'' اور ۳:-آخر میں فرمایا: ''أُولٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ''

㉟:-اس سورتِ مبارکہ میں سچے مومن کی تین صفات بیان کی فرمائی گئی ہیں: ۱:-''اٰمَنُوْا''، ۲:-''لَمْ يَرْتَابُوْا''، ۳:-''جَاهَدُوْا''

㊱:-پوری سورت کا مدار تین چیزوں پر ہے: ۱:-حق اللہ، ۲:-حق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، اور ۳:-حق العباد۔

㊲:-انواعِ معاصی کی تینوں قسمیں: ۱:-معصية اللسان: ''لَا يَسْخَرْ''، ''لَا يَغْتَبْ''، وغیرہ،
۲:-معصية الجوارح: ''أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ''، ''وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا''.
۳:-معصية القلب: ''إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ''.

㊳:-قوم کا لفظ تین مرتبہ آیا ہے: ۱:-''أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ''، ۲، ۳:-''لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ.''

㊴:-قوم کا لفظ تینوں اعرابوں رفع، نصب، جر کے ساتھ آیا ہے: ۱:-''أَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ''، ۲، ۳:-''لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ.''

㊵:-سورت میں مجموعی طور پر اصل اور نسل سے متعلق تین چیزوں کا ذکر آیا ہے: ۱:-قوم،

۲:-شعب،۳:-قبیلہ۔

㊶:-کلمۂ علم مذکورہ آیت میں تین مرتبہ آیا ہے:۱:-''قُلْ أَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ''،۲،۳:-''وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِيْ الْأَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ''

㊷:-''حبب'' کا مادۃ تین مرتبہ آیا ہے:۱:-''وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيْمَانَ''،۲:-''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ''،۳:-''أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ''

㊸:-عدل وانصاف معنی کے لحاظ سے تین دفعہ مذکور ہے:۱:-''فَإِنْ فَآئَتْ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ''،۲:-''وَأَقْسِطُوْا''،۳:-''إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ''.

㊹:-''الْمَنّ'' کا مادہ بھی اس آیت میں تین دفعہ آیا ہے:۱:-''يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوْا''،۲:-''قُلْ لَّاتَمُنُّوْا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ''،۳:-''بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدٰكُمْ لِلْإِيْمَانِ''

㊺:-''کثر'' کا مادہ بھی تین دفعہ آیا ہے:۱:-''أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ''،۲:-''لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ''،۳:-''اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ''

㊻:-''قَالَتِ الْأَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ'' اس آیت میں تین مرتبہ قول کا مادہ اور تین مرتبہ ایمان کا مادہ مذکور ہے۔

㊼:-''يٰاَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّأُنْثٰى'': انسانی پیدائش کے تین طریقے ہیں: ۱:-بغیر باپ کے جیسے حضرت حواء،۲:-بغیر ماں کے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام،۳:-باقی ساری انسانیت ماں باپ سے۔

㊽:-عمل کا مادہ تین جگہ پر مذکور ہے:۱:-''أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ''،۲:-''لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا''،۳:-''وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ''

....

''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوْا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ.''

● سورۂ حجرات میں غور وفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ پوری سورت اُخوتِ اسلامی اور وحدتِ ایمانی کے اِردگرد گھومتی ہے، اور یہ آیت تقریباً سورت کے بیچ میں وارد ہے، اس سے پہلے اور اس کے بعد والی آیات بھی اُخوت و وحدت سے متعلق ہیں، اس کی تفصیل کچھ یوں ہے: ابتدا میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام اور حسنِ تعامل کا ذکر ہے، ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے لیے وحدت کی علامت ہیں، جیسے کہا جاتا ہے: ہمارا رب بھی ایک، نبی بھی ایک، تو پھر اختلاف کیونکر؟ اور اس

سے بڑوں کے احترام کا درس ملتا ہے، جیسے: اُمراء، خلفاء، عظماء، علماء، اس لیے کہ کوئی بھی اسلامی معاشرہ ان سے خالی نہیں، اور یہی باہمی احترام اسلامی وحدت کو قائم رکھنے کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

● آگے فرمایا: ’’یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَ کُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا ‘‘ اس میں وحدتِ اسلامی کو قائم رکھنے کے لیے اس کو لاحق خطرات میں سے سب سے بڑا خطرہ جھوٹ اور پروپیگنڈہ کا ہے، اس کے سدِباب کے لیے ایسی خبروں کی تحقیق کا حکم دیا، تاکہ کسی وقت یہ اُمت کے نزاع اور آپس کے جھگڑوں کا سبب نہ بنے۔ (۲۶)

● اب اللہ نہ کرے، اگر کسی وجہ سے لڑائی جھگڑے کی آگ لگ گئی، اب اس آگ کو کیسے بجھایا جائے، تاکہ وحدت برقرار رہے، تو اگلی آیت میں فوری اصلاح کا حکم دیا، فرمایا: ’’وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَہُمَا۔ ‘‘ (۲۷)

● اور اس صلح اور امن کو پائیدار رکھنے کے لیے ’’اَقْسِطُوْا ‘‘ کا حکم فرمایا، اس لیے کہ اگر اس صلح میں عدل وانصاف نہیں ہوگا تو برقرار نہیں رہے گا۔

یہ ساری ’’اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ ‘‘ والی آیت سے پہلی والی آیتوں کا بیان تھا، اب آگے اس کے بعد والی آیتوں کی طرف جاتے ہیں۔

● اب آگے ان باتوں سے منع فرمایا جو کسی بھی وقت دشمنی، عداوت اور بالآخر لڑائی جھگڑے کا سبب بنتی ہیں، جیسے: ’’لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ ‘‘ آگے اللہ نے خاص طور پر عورتوں کو مخاطب کیا، ارشاد فرمایا: ’’وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ ‘‘ باوجود یہ کہ قوم کے لفظ میں وہ داخل ہیں، اس لیے کہ آدمیوں کے درمیان جھگڑے اور اختلاف کے پیچھے عام طور پر عورتوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔

● اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ’’یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی ‘‘ اس میں تنبیہ کی گئی ہے کہ اس بات پر تمام لوگ اپنی اصل میں برابر ہیں، تاکہ لوگ نسلی امتیازات پر فخر نہ کریں، علاقائی اور لسانی تعصب میں مبتلا ہوں، اس لیے کہ یہ سب اُمتِ اسلامیہ اور وحدتِ ایمانی کو پارہ پارہ کرنے کا سبب ہے، نیز اس آیت میں ذمیوں کے حقوق کی طرف بھی اشارہ ہوسکتا ہے، اس لیے کہ عام طور پر وہ بھی اسلامی معاشرہ اور مجتمع میں وجود رکھتے ہیں، تو انسانیت کی بنیاد پر اُن کے بھی حقوق ہیں اور ’’یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ ‘‘ کا خطاب اُن کو شامل ہے۔

● پھر اس کے بعد ایمان ویقین پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، کیونکہ کہ دل کی پاکیزگی اور باطنی طہارت مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور وحدت میں کیمیا اثر رکھتی ہے، اس لیے لوگوں کے ساتھ میل جول

میں آنے والی ناگواریوں کو وہ صاحبِ ایمان ہی برداشت کرسکتا ہے، جو اپنے اقرارِ ظاہری و باطنی کا جامع ہو، اسی وجہ سے اللہ نے ایمان کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے: ''قَالَتِ الْأَعْرَابُ اٰمَنَّا''

● اب ہم اس کے بعد والی آیت کی طرف آتے ہیں: ''إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ'' اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان پر جہاد کا اضافہ فرمایا ہے، کیونکہ وحدتِ ایمانی اور اسلامی جمعیت کو برقرار رکھنے کے لیے سب سے بڑا ہتھیار اور ذریعہ جہاد ہی ہے، اس لیے کہ جب مسلمان غیروں سے برسرِ پیکار رہے گا، تو آپس کی لڑائیوں سے فرصت ہی نہیں ملے گی، اس طرح ایمانی بھائی چارگی مضبوط ہوگی اور آپس کے انتشار سے حفاظت ہوگی۔

● اس پوری تفصیل میں معنوی طور پر مذکورہ آیت کے مفہوم کو پوری سورت کے ساتھ جوڑ دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ لفظی اعتبار سے آیت میں موجود کلمات پوری سورت میں پھیلے ہوئے ہیں، ثلاثیات میں غور وفکر کرنے کے بعد اس آیت کا لفظی طور پر پوری سورت کو احاطہ کرنا واضح طور پر سمجھ میں آجاتا ہے، خاص طور پر وہ پانچ ثلاثیات جو اسی آیت کے اندر موجود ہیں۔

حوالہ جات

۱:- التفسیر المنیر، ج:۲۶، ص:۲۱۹
۲:- تفسیر ابن کثیر، ج:۵، ص:۵۷۸
۳:- تفسیر ابن کثیر، ج:۷، ص:۳۴۳
۴:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۲۸۷-۲۹۰
۵:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۲۸۸
۶:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۲۸۷
۷:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۲۸۸
۸:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۲۹۹
۹:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۳۰۴۔
۱۰:- روح المعانی، ج:۱۳، ص:۳۰۸
۱۱:- زاد المسیر، ج:۶، ص:۴۶۱
۱۲:- روح المعانی، ج:۱۳
۱۳:- تفسیر ابن کثیر، ج:۵، ص:۵۷۹
۱۴:- تفسیر ابن کثیر، ج:۵، ص:۵۸۸
۱۵:- تفسیر ابن کثیر، ج:۱۳، ص:۲۸۷-۲۹۰
۱۶:- تفسیر ابن کثیر
۱۷:- صحیح البخاری، ج:۹، ص:۲۲
۱۸:- صحیح البخاری، ج:۸، ص:۱۹
۱۹:- صحیح مسلم للنیسابوری، ج:۸، ص:۱۱
۲۰:- المعجم الاوسط، ج:۵، ص:۸۶
۲۱:- تفسیر ابن کثیر
۲۲:- تفسیر ابن کثیر
۲۳:- تفسیر القرطبی، ج:۹، ص:۳۰۳
۲۴:- تفسیر ابن کثیر، ج:۵، ص:۵۷۹
۲۵:- تفسیر القرطبی، ج:۱۹، ص:۳۸۵
۲۶:- التفسیر المنیر
۲۷:- التفسیر المنیر